بسم اللہ الرحمن الرحیم

الزجاجة الاولی

امام بغوی صاحبِ مصابیح السنۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ میں

زیرِ نظر مضمون مولانا ڈاکٹر حافظ دادشاہ بلوچ کے پی ، ایچ ، ڈی مقالہ "خلاصۃ البیان فی شرح لغات المشکوٰۃ" عربی کے ایک باب کا اردو ترجمہ ہے جسے ادارہ ناظرین کے علمی ذوق کو دوبالا کرنے اور تحقیقی پیاس کو بجھانے کے لئے پیش کررہا ہے (ادارہ)

نام: حسین (تصغیر کے صیغے کے ساتھ)۔

کنیت: ابومحمد۔

لقب: ۱-رکن الدین ۲-محی السنۃ ۳-ظہیر الدین۔

پہلے دونوں کو طبقات الشافعیۃ الکبری والے نے بیان کیا ہے اور تیسرا ابن خلکان نے بیان کیا ہے۔ آپ کا رکن الدین اور ظہیر الدین کے ساتھ لقب پانا اور اسی طرح آپ کو ۴- امام، ۵- قدوہ (پیشوا)، ۶- حافظ، ۷- شیخ الاسلام، ۸- قامع البدعۃ (بدعت کی بیخ کنی کرنے والا) کہا جاتا ہے، یہ (سب) اس لئے ہے کہ آپ مفسر، محدث اور فقیہ اصحاب الوجوہ (دین کی سمجھ میں سرداری کے درجے پر فائز افراد) میں سے تھے، اور تمام احکام میں پیشوا ہیں حتّٰی کہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے! آپ کا کوئی قول (درجہ اعتبار سے) گرا ہوا نہیں ہے اور سلف الصالحین کے طریقے پر علم وعمل کے جامع تھے اور آپ کا محی السنۃ لقب پانے کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپ نے جب اپنی حدیث کی کتاب پوری کی، جس کا نام "شرح السنۃ" ہے تو آپ نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، نبی ﷺ نے آپ سے فرمایا: احیاک اللہ کما احییت سنتی (یعنی اللہ تجھے زندہ رکھے جیسے تو نے میری سنت کو زندہ رکھا) پس یہ لقب غلبہ پاکر آپ کے نام کے طور پر استعمال ہونے لگا،[۱] یہاں تک کہ اصل نام کی بہ نسبت اس سے زیادہ پہچانے جاتے ہیں اور اسی کی مناسبت سے ہی آپ کو "قامع البدعۃ" کہا جانے لگا ہے۔

نسبت: فراء، ابن الفراء، بغوی۔

ان کے والد پوستین بناتے اور بیچتے اور فراء وہ کہلاتا ہے جو پوستین بناتا ہو یا پوستین بیچتا ہو، لیکن شیخ ؒ بھی اسی طرف منسوب ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شیخ ؒ کا (اپنا) کاروبار تھا، اسی لئے ان کو کبھی فراء اور کبھی ابن

الفراء کہا جاتا ہے اور وہ نحوی فراءؒ کے علاوہ ہیں (نحوی فراء نہیں ہیں) جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہے، اس لئے کہ شیخ ؒ تو اس (نحوی فراءؒ) سے اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں۔

اور بغوی نسبت ہے بَغْ یا بَغْشُوْرْ کی طرف (شین نقطے والے کے ضمہ اور واؤ اور را کے سکون کے ساتھ) اور یہ دونوں خراسان کے علاقے میں ہرات اور مروروذ کے درمیان ایک چھوٹے قصبے کے نام ہیں، جہاں کے رہنے والے بغوی نسبت رکھتے ہیں، ان کا پینا میٹھے کنووں سے ہے، ان کی کھیتیاں اور فالیزیں صرف بارانی ہیں اور وہ بیابان میں ہوتے ہیں، ان کے ہاں ایک درخت بھی نہیں ہے اور اس علاقے کی طرف بہت سارے علماء منسوب ہوئے ہیں جن میں سے امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء، بغوی اور ان کے بھائی حسن ہیں اور حسن بھی اہل علم میں سے تھے۔

رہی یہ بات کہ بغ یا بغشور کی نسبت بغوی آنا قیاس کے موافق ہے یا خلاف قیاس ہے؟ تو میں کہتا ہوں! ہر ایک کی طرف جانے والے گئے ہیں چنانچہ جو لوگ اسے موافق قیاس مانتے ہیں وہ کہتے ہیں جو اسم مرکب بترکیب مزجی ہو اس کی نسبت جزوِ اول کی طرف لائی جاتی ہے جیسے معدیکرب میں معدی اور بعلبک میں بعلی، البتہ واؤ جو نسبت میں آئی ہے وہ اس لئے کہ لفظ بغ کو نسبت میں محذوف العجز (وہ لفظ جس کا آخر حذف کردیا گیا ہو) کے قائم مقام کردیا ہے اس لئے کہ یہ دو حرف پر ہے جیسے دموی اور اس وجہ سے بھی کہ کہیں لفظ بغی بمعنیٰ زانی کے ساتھ مشتبہ نہ ہوجائے[1] اور جو لوگ اس کے خلاف قیاس کے قائل ہیں، کہتے ہیں مرکب مزجی میں نسبت جزو ثانی کی طرف ہوتی ہے اور جن مثالوں سے استدلال کیا گیا ہے وہ شاذ ہیں جو ہم پر حجت نہیں بن سکتیں۔اور یہاں پر ایک تیسرا قول بھی ہے جیسا کہ حموی نے معجم البلدان میں نقل کیا ہے[2] اور وہ یہ کہ ایک لفظ میں تو یہ قیاس کے موافق ہے اور دوسرے لفظ میں خلاف قیاس ہے (یعنی بغ میں نسبت بغوی تو قیاس کے موافق ہے اور بغشور میں نسبت بغوی خلاف قیاس ہے)

اور ان کی نسبت میں شافعی بھی کیا جاتا ہے اس لئے کہ آپ شوافع میں سے تھے، اور آپ فراء، بغوی اور محی السنۃ سے مشہور ہیں۔

نسب: حسین بن مسعود بن محمد ابن فراء، بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فضیلت اور پرہیزگاری:

(ا) آپ عالی قدر امام، تارک الدنیا بزرگ، حافظ، قاری، مشہور مفسر، علم وعمل کے جامع اور اسلاف کی راہ چلنے والے تھے اور آپ فقہ وقراءۃ کے اندر مہارت رکھنے والے تھے۔

(۲) آپؒ سخت زندگی بسر کرنے والے انسان تھے، روٹی بغیر سالن کے کھاتے، پھر جب بوڑھے ہوگئے اور کمزور پڑ گئے تو یہ طریقہ چھوڑ دیا اور کہا گیا ہے کہ انہیں اس پر ملامت کیا گیا تو روٹی زیتون سے کھانے لگے اور کہا گیا ہے کہ کشمش سے۔

(۳) آپؒ بغیر وضو کے سبق نہیں پڑھاتے تھے۔

ولادت اور وفات: آپ جمادی اولیٰ ۴۳۳ھ چار سو تینتیس ہجری میں پیدا ہوئے جیسا کہ حموی نے نقل کیا ہے اور شوال ۵۱۶ھ پانچ سو سولہ ہجری میں وفات پا گئے۔

اور معلوم ہونا چاہئے کہ جن مؤرخین نے ان کے تذکرے لکھے ہیں ان میں سے کسی نے ان کی تاریخ ولادت نہیں لکھی سوائے یاقوت حموی کے جس نے اسے معجم البلدان میں ذکر کیا ہے اور تاریخ وفات وہ ہے جو حموی سے گذری اور تاریخ ابن خلکان میں ۵۱۰ھ پانچ سو دس ہجری یا ۵۲۰ھ پانچ سو بیس ہجری لکھی ہے، اسی طرح ہے شرح السنۃ کے مقدمہ میں۔[۴]

اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ مرورود میں نوت ہوگئے اور اپنے شیخ قاضی حسینؒ کے نزدیک طالقان قبرستان میں دفن کئے گئے اور آپ کی قبر وہاں پر مشہور ہے۔[۵]

مشائخ: بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خراسان کے علماء کی ایک جماعت سے علوم تفسیر، قراء ات، حدیث اور فقہ روایت کی ہے جن میں سے کچھ کو ہم ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔

(الف) ۱- احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد، کیالی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲- ابوحامد احمد بن عبداللہ بن احمد بن علی بن منصور، صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۳- احمد بن عبدالملک رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴- ابوصالح مؤذن، نیشاپوری، حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۵- ابوسند، احمد بن محمد بن عباس خطیب، حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۶- احمد بن محمد، شریحی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷- احمد بن ابی نصر، کوفانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۸- اسماعیل بن عبدالقاہر رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(ح) ۹- حسان بن سعید، منیعی، مروزی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰- حسین بن محمد بن احمد، قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۱- ابوعلی مرورودزی رحمہ اللہ تعالیٰ، جو کہ اپنے دور میں شوافع کے شیخ تھے اور آپؒ ان کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

(ز) ۱۲- ابوالفضل زیاد بن محمد، حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(س) ۱۳- ابو عثمان سعید بن اسماعیل، ضبی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(ع) ۱۴- ابوتراب عبدالباقی بن یوسف بن علی بن صالح بن عبدالملک، مراغی، مفتی نیشاپور رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۵- ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فوران، فورانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۶- ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن مظفر، ہوشنجی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۷- جمال الاسلام ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد، داوردی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۸- ابوالفضل عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عفیف کلدر، بوشنجی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۹- ابوالقاسم عبدالکریم بن عبدالملک (ہوازن) بن طلحہ، نیشاپوری، قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۰- ابوسعید عبداللہ بن احمد، طاہری رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۱- ابومحمد عبداللہ بن عبدالصمد بن احمد بن موسیٰ، جوزجانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۲- ابوعمر عبدالواحد بن احمد بن ابی القاسم، ملیحی ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۳- عبدالوہاب بن محمد، کسائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۴- عبدالوہاب بن محمد، الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۵- ابوالحسن علی بن حسین بن حسن، قریشی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۶- ابوالحسن علی بن محمد، ضحاکی، طوسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۷- ابوالحسن علی بن یوسف، جوینی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۸- ابوطاہر عمر بن عبدالعزیز بن احمد بن یوسف، فاشانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
(م) ۲۹- محمد بن احمد، تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۰- ابوعمرو محمد بن عبدالرحمٰن، نسوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۱- ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابی توبۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۲- ابوبکر محمد بن عبدالصمد ترابی، معروف بابی بکر بن ابی الہیثم رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۳- محمد بن عبداللہ بن محمد بن المعلم، الطوسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۴- ابومنصور محمد بن عبدالملک مظفری، سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۵- محمد بن علی بن محمد بن علی بن بویۃ، زرّاد رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۶- محمد بن الفضل بن جعفر، خرقی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۷- ابوالحسن محمد بن محمد، شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۸- مطہر بن علی، فارسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۹- ابوالفرج المظفر بن اسماعیل، تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
(ن) ۴۰- ابوالفتح نصر بن علی، الحاکم، الطوسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
(ی) ۴۱- ابوالقاسم یحییٰ بن علی، الکشمہینی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۴۲- ابوبکر یعقوب بن احمد، صیرفی، نیشاپوری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔[۶]

آپ کی تالیفات: شیخ فراء، بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر، حدیث، علوم قراءات قرآنیہ اور فقہ وامثالہا میں کئی کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے چند آپ کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔

۱- معالم التنزیل: یہ وہی تفسیر ہے جو "تفسیر بغوی" سے مشہور ہے اور یہ تفسیر اسرائیلیات سے خالی ہے اور یہ درمیانہ تفسیر ہے جس میں صحابہ، تابعین اور من بعدہم مفسرین سے نقل فرمایا ہے اور اس کا اختصار کیا ہے شیخ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن محمد حسینی متوفی ۸۷۵ھ آٹھ سو پچھتر ہجری نے۔

۲- الکافی فی القراءۃ - اسے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں بیان کیا ہے۔

۳- التہذیب - یہ ایک مشہور فقہی کتاب ہے جس سے امام نوویؒ نے اپنی کتاب "المجموع" میں اور رافعیؒ نے اپنی کتاب "الشرح الکبیر علی الوجیز" میں بہت کچھ نقل کیا ہے۔

۴- اربعون حدیثا (چالیس حدیثیں) اسے امام ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" میں ذکر کیا ہے۔

۵- الانوار فی شمائل النبی المختار.

۶- شرح الجامع للترمذی.

۷- الجمع بین الصحیحین - ابن خلکان نے اسے "وفیات الاعیان" میں ذکر کیا ہے۔

۸- "فتاویٰ المرو الروذی" - یہ ان کے شیخ، قاضی حسین مرورودی کے فتاویٰ ہیں، جنہیں بغوی نے جمع کیا ہے اور ترتیب دی ہے۔

۹- فتاوی البغویؒ - یہ آپ کے مشہور فتاوی ہیں۔ اس کتاب کو سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبری میں ذکر کیا ہے۔

۱۰- مصابیح السنۃ (طبع شدہ ہے)۔

۱۱- المدخل الی مصابیح السنۃ (قلمی ہے)۔

۱۲- معجم الشیوخ - اسے بغدادیؒ نے ہدیۃ العارفین میں ذکر کیا ہے۔

۱۳- الکفایۃ فی الفروع - فارسی زبان میں ہے، اسے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ذکر کیا ہے۔

۱۴- الاحکام فی الفروع - فارسی زبان میں ہے اور یہ فقہ شافعی میں ایک کتاب ہے، کشف الظنون میں اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

۱۵- شرح السنۃ[۵]۔

تلامذۂ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ: امام بغویؒ سے بہت سارے بڑے بڑے علماء نے استفادہ کیا ہے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابوالغنائم اسعد بن احمد بن یوسف بن احمد بن یوسف، بامنجی، خطیب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲- ابوعلی حسن بن مسعود، بغوی، امام بغویؒ کے بھائی ہیں، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۳- ابومحمد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حسین، بنہی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴- عبدالرحمٰن بن علی بن ابی العباس، نعیمی،

موفقی، فقیہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۵- ابونعیم عبدالرحمٰن بن عمر اصغر، بانجی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۶- ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد، فارسی، المعروف بابی القاسم بن ابی اسعد، سرخسی، فقیہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۷- ابومحمد عبداللہ بن محمد بن المظفر بن علی، المتولی، البغوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۸- عمر بن حسن بن حسین، رازی، تفسیر کبیر والے امام رازی کے والد رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۹- ابوالمکارم فضل اللہ بن محمد، نوقانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۰- عماد الدین ابو مقاتل مشاور بن فرکوہ، دیلمی، یزدی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۱- مجد الدین حَفَدَۃ (نقش ونگار کرنے والا) العطاری محمد بن اسعد بن محمد بن حسین بن قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ اور یہ کتاب شرح السنۃ کے راویوں میں سے ایک ہیں۔
۱۲- محمد بن حسین بن محمد بن حسین بن علی بن یعقوب، زاغولی رحمہ اللہ تعالی۔
۱۳- ابوعبداللہ محمد بن داؤد بن رضوان، ایلاقی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۴- ابوعبداللہ محمد بن عمر بن محمد بن محمد، شاشی، فقیہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۵- ابوالفتوح محمد بن محمد علی، طائی، ہمذانی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۶- ملکدار بن علی بن ابی عمرو، عمرکی، قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ اور وہ مذہب شافعی کے ائمہ میں سے ہیں۔
۱۷- عماد، تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ۔[۹]

چند احوال:

۱- ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ ان کی ایک بیوی مرگئی، انہوں نے اس کی میراث میں سے کچھ بھی نہیں لیا۔

۲- آپ (بغیر سالن کے) صرف روٹی کھاتے، اس پر ملامت کئے گئے (تو یہ طریقہ چھوڑ دیا) اور کہا گیا ہے کہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے یہ طریقہ چھوڑ دیا اور کشمش کے ساتھ روٹی کھانے لگے۔[۱۰]

۳- ان کے بھائی حسن بن مسعود، فراء، بغویؒ بھی اہل علم میں سے تھے اور اپنے بھائی کے شاگرد تھے اور بہت زیادہ نرم دل تھے، ایک شخص نے (مندرجہ ذیل) اشعار پڑھے:

ویوم تولَّتِ الاَظعانُ عنّا
وقوَّضَ حاضر واَرَنَّ حادی
مددت الی الوداع یدی واخری
حبست بها الحیوۃ علی فوادی

ترجمہ: اور جس دن ہودجوں میں بیٹھی معشوقائیں ہم سے چل پڑیں -اور رہنے والے نے خیمے اکھیڑے اور حدی خواں نے گنگنا کر فریاد کے ساتھ حدی خوانی کی - تو

رخصت کرنے کے لئے میں نے ایک ہاتھ لمبا کیا اور دوسرے سے زندگی کو اپنے دل پر تھامے رکھا، تو حسن وجد میں آگئے اور اپنے اوپر پہنے ہوئے کپڑے اتار ڈالے۔[11]

۴- مصابیح السنۃ آپ کی کتاب ہے، کہا گیا ہے کہ مؤلف نے صراحۃً اس کتاب کا نام "مصابیح" نہیں رکھا لیکن بطور غلبہ کے یہ نام علم کا درجہ اس لئے اختیار کر گیا کہ آپ نے اپنے قول "اما بعد" کے بعد کہا ہے "ان احادیث هذا الكتاب مصابیح الخ."

تعداد احادیث مصابیح: اس میں مذکور احادیث کی تعداد (۴۷۱۹) چار ہزار سات سو انیس ہے، ان میں جو بخاری کے ساتھ خاص ہیں وہ (۳۲۵) تین سو پچیس حدیثیں ہیں اور جو مسلم کے ساتھ خاص ہیں وہ (۸۷۵) آٹھ سو پچھتر حدیثیں ہیں اور ان میں سے جو متفق علیہ ہیں وہ (۱۰۵۱) ایک ہزار اکیاون حدیثیں ہیں اور باقی (۲۴۶۸) دو ہزار چار سو اڑسٹھ حدیثیں دوسری کتابوں سے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس میں مذکور احادیث کی تعداد (۴۴۸۴) چار ہزار چار سو چوراسی ہے تو ان میں سے جو صحاح سے ہیں وہ (۲۴۳۴) دو ہزار چار سو چونتیس ہیں اور ان میں سے جو حسان سے ہیں وہ (۲۰۵۰) دو ہزار پچاس ہیں اور علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی نبراس شرح شرح العقائد النسفیۃ والے"نے کہا ہے کہ مصابیح کی تعدادِ احادیث (۴۴۳۰) چار ہزار چار سو تیس ہے۔[12]

مصابیح کے بارے میں اشعار:

كتاب المصابيح الحسان صحاحه
مفاتيح خيرات لكل مغلق
منير لاحكام الشريعة كلها
منار لمنهاج الهدى بالتحقق
امام لاقوال الانام واسوة
به يستبين الحق من كل منطق
به اسّ ارباب العلوم مشيد
به شمل اصحاب الهوى في التفرق
سعى في مصابيح الدجى نور قصده
بتهذيب احكام لكل موفق

ترجمہ: کتاب المصابیح جس کی حسان اور صحاح حدیثیں
بھلائی کی کنجیاں ہیں ہر بند دروازے کی
تمام احکام شرع کو روشن کرنے والی ہے
ہدایت کے کشادہ راستے کا ثابت منارہ ہے
لوگوں کے اقوال کے لئے امام اور نمونہ ہے
اسی سے حق واضح ہوتا ہے (اس کے) ہر بول سے
اسی سے علوم والوں کی بنیاد مضبوط ہے
اسی سے بدعتیوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے
تاریکیوں کے چراغوں میں اس کے اعتدال کا نور دوڑا
احکام کو چھانٹنے کے ساتھ ہر صاحب توفیق

کے لئے۔

یہ ابیات ابوتراب عبدالحی بن حیدر کے ہیں۔[13]

مصابیح کی ابتداء: الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی الخ اور اس کے دیباچہ میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **ھذہ الالفاظ صدرت عن صدر النبوۃ مما اوردھا الائمۃ فی کتبھم جمعتھا للمتقطعین الی العبادۃ لتکون لھم بعد کتاب اللہ حظا من السنن الخ**

خصوصیات مصابیح: بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ حدیث کے نقل پر اعتماد کی بناء پر اسناد کے ذکر کو چھوڑ دیا ہے اور ہر باب کی احادیث کو صحاح وحسان میں تقسیم کیا ہے اور صحاح سے وہ مراد لی ہے جو شیخین (امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ) نے سند کے ساتھ بیان فرمائی ہیں اور حسان سے وہ مراد لی ہے جو ابوداؤد، ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ نے سند کے ساتھ ذکر کی ہیں اور جو اس میں ضعیف یا غریب ہے، اس کی طرف اشارہ کردیا ہے اور جو منکر یا موضوع ہے اس کے ذکر سے اعراض کیا ہے۔

یہ شرط خطبہ میں بیان تو کردی ہے لیکن باب مناقب قریش کے آخر میں ایک حدیث ذکر کی ہے اور اس کے آخر میں کہا ہے ''منکر'' اور ہوسکتا ہے یہ بعض (دیگر) محدثین نے ملا دیا ہو۔

اصطلاح صحاح وحسان: نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریب میں فرمایا ہے: بہرحال بغوی کا مصابیح کی احادیث کو صحاح اور حسان کی طرف تقسیم کرنا صحاح سے ان احادیث کو ارادہ کرتے ہوئے جو صحیحین میں ہیں اور حسان سے ان کو جو سنن میں ہیں، درست نہیں، اس لئے کہ سنن میں صحیح، حسن، ضعیف اور منکر موجود ہیں[14] اور تاج تبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے: میں ہمیشہ تعجب میں رہا شیخین یعنی ابن الصلاح اور نووی رحمہما اللہ تعالیٰ سے ان کے بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے پر، حالانکہ یہ مسلم ہے کہ **''لامشاحۃ فی الاصطلاح''** (ترجمہ: اصطلاح پر کوئی داروگیر نہیں) اور اسی طرح اس اصطلاح پر علماء عجم بھی چلے ہیں جن میں آخری، سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ علامہ محی الدین، کافیجی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، اپنی کتاب مختصر میں اور عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب دیا گیا ہے کہ بغوی ہر حدیث کی بعد صحیح، حسن اور غریب کو بیان کرتا ہے، عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بات ایسی نہیں اس لئے کہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ، سنن سے جو روایتیں لاتا ہے ان میں صحیح کو حسن سے الگ کرکے بیان نہیں کرتا بلکہ خاموشی اختیار

کرتا ہے اور اکثر غریب اور ضعیف کو بیان کرتا ہے لہٰذا اعتراض جوں کا توں باقی ہے سنن کے صحیح اور حسن کے خلط ملط کر دینے میں اور شیخ الاسلام نے فرمایا ہے: ابن الصلاح کا ارادہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے یہ اصطلاح بنائی ہے کہ وہ سنن اربعہ کو حسان کے نام سے موسوم کرے تا کہ اس اصطلاح کے ذریعے ہی حدیث کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہ رہے کہ "اخرجه اصحاب السنن" اس لئے کہ یہ اصطلاح نئی ہے، عرفی اصطلاح کی روش پر جاری نہیں ہے۔[۱۵]

میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں! بے شک جواب میں درست وہ ہے جو تاج تبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ اصطلاح بنائی ہے کہ جو صحیحین میں ہیں ان کو صحاح کا نام دے اور جو سنن میں ہیں ان کو حسان کا اور اصطلاح میں کوئی حرج نہیں اگر چہ عرف کے خلاف ہی ہو، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ کبھی صحیح اور حسن کو جمع کر دیتے ہیں اور کبھی حسن وغریب کو اور کبھی صحیح حسن اور غریب کو اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی ایسا کیا ہے جیسا کہ علم اصول حدیث سے تعلق والوں پر مخفی نہیں ہے۔

مصابیح السنة کی طرف علماء کی توجہ: علماء نے اس کے پڑھنے، پڑھانے اور تعلیق نگاری کا اہتمام کیا ہے، چنانچہ بہت سے بڑے علماء نے اس کی شرح کی ہے اور اس پر حاشیہ لگایا ہے جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- شیخ امام قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر، بیضاوی، مشہور تفسیر والے، متوفی ۶۸۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس کا نام رکھا ہے "تحفۃ الابرار"۔

۲- اور علامہ قاسم بن قطلوبغا، متوفی ۸۷۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح کی ہے۔

۳- اور شہاب الدین فضل اللہ بن حسین، تورپشتی متوفی ۶۰۰ھ نے اس کی شرح کی ہے اور اس کا نام رکھا ہے "المیسر"۔

۴- اور شیخ شمس الدین محمد بن مظفر، خلخالی، متوفی ۷۴۵ھ نے اس کی شرح کی ہے اور اس کا نام رکھا ہے "التقویر"۔

۵- اور علامہ علاء الدین علی بن محمد، جو مصنفک سے مشہور ہیں، متوفی ۸۷۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح کی ہے، جسے انہوں نے حضرت رسول علیہ السلام کے ابن قرمان کو قونیہ میں ۸۵۰ھ میں اشارہ کرنے سے تالیف کیا ہے۔

۶- اور علامہ غیاث الدین محمد بن محمد واسطی، معروف بابن اعاقولی، بغدادی، مستنصریہ کے مدرس، متوفی ۷۹۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷- اور شمس الدین محمد بن محمد، جزری، متوفی

۸۳۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ماوراء النہر میں اسے تالیف کیا ہے اور اس کا نام رکھا تصحیح المصابیح اور کہا گیا ہے التوضیح فی شرح المصابیح اور وہ تین جلدوں میں ہے۔

۸- اور ظہیر الدین محمود بن عبدالصمد، فارقی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۹- اور یعقوب بن ادریس، حنفی، رومی، قرمانی متوفی ۸۳۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰- اور محی الدین محمد بن قطب الدین، از نیقی، متوفی ۹۴۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۱- اور شمس الدین احمد بن سلیمان معروف بابن کمال پاشا، متوفی ۹۴۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۲- اور علی بن عبداللہ بن احمد، معروف بزین العرب اور کہا گیا ہے کہ وہ نجوانی ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس کی پہلی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تین مرتبہ اس کی شرح کی ہے اور متداول (شرح) پہلی سے زیادہ مفصل ہے اور اوسط میں ذکر کیا ہے کہ اس کو سنہ چھ سو پچاس کے حدود میں تالیف کیا ہے۔

۱۳- اور مظہر الدین حسین بن محمود بن حسن، زیدانی، متوفی ۷۲۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس کا نام رکھا ہے "المفاتیح فی حل المصابیح"۔

۱۴- اور اس کی شروح میں سے الازہار ہے، جس کا اختصار،

۱۵- شیخ ابونجیب عبدالقاہر بن عبداللہ، سہروردی، متوفی ۵۶۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

۱۶- اور شیخ تقی الدین علی بن عبدالکافی، السبکی، متوفی ۷۵۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کتاب ہے جس کا نام "ضیاء المصابیح" رکھا ہے شاید یہ اس کی شرح ہے۔

۱۷- اور شیخ مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب، فیروزآبادی، متوفی ۸۱۷ھ قاموس والے رحمہ اللہ تعالیٰ کی "التخاریج فی فوائد متعلقة باحادیث المصابیح"۔

۱۸- اور شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مصابیح پر ایک رسالہ ہے جس میں احادیث مصابیح پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور وہ بعض مطابع میں مشکوٰۃ کے ساتھ مطبوع ہے اور ادارة القرآن کراچی کی مطبوع شرح طیبی کے آخری جزء میں طبع کردیا گیا ہے اور یہ اجوبة ابن حجر العسقلانی عن احادیث المصابیح سے مشہور ہے اور اسی طرح اجوبة ابن حجر علی رسالة القزوینی کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے، ابن حجر سے مصابیح کی بعض احادیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا اور اس کے آخر میں فرمایا ہے:
قال و کتبه احمد بن علی بن محمد بن محمد، العسقلانی الاصل،

المصری المولد والمنشا، نزیل القاھرۃ، فی اواخر سنة خمسین وثمان مأة حامدا، مصلیا، مسلما۔[16]

حوالہ جات

۱- علی بن سلطان محمد، القاریؒ، مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۰ طبع ملتان۔
۲- ایضاً ص ۱۱ ج ۱۔
۳- شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ، حموی، رومی، بغدادیؒ، معجم البلدان ج ۱ ص ۴۶۸ طبع بیروت ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۷ء۔
۴- سعید محمد لحام، مقدمۃ تعلیق شرح السنۃ ج ۱ ص ۶ طبع بیروت ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء۔
۵- ابوالعباس احمد، المعروف بابن خلکان، متوفی ۶۸۱ھ، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، المعروف بتاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۳۶ طبع بیروت، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، دمشقیؒ متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۹۳ طبع بیروت ۱۹۶۶ء۔
۶- سعید محمد لحام، مقدمۃ تعلیق شرح السنۃ ج ۱ ص ۶، ۷ طبع بیروت ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء۔
۷- ذوالفقار احمد، نقویؒ، مرآت التفسیر ص ۱۵ طبع آگرہ ۱۳۱۶ھ۔
۸- سعید محمد لحام، مقدمۃ تعلیق شرح السنۃ ص ۷ ج ۱ طبع بیروت ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء۔
۹- ایضاً۔
۱۰- ابوالعباس احمد، المعروف بابن خلکانؒ، متوفی ۶۸۱ھ، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، المعروف بتاریخ ابن خلکان ص ۱۳۷ ج ۲۔
۱۱- شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ، حموی، رومی، بغدادیؒ، معجم البلدان ص ۴۶۸ ج ۱ طبع بیروت ۱۳۷۶ھ، ۱۹۵۷ء۔
۱۲- علامہ عبدالعزیز، فرہاروی، کوثر النبی وزلال حوضہ الروی ص ۱۴ طبع ملتان ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء۔
۱۳- مصطفیٰ بن عبداللہ، حاجی خلیفہ، کاتب چلپیؒ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون (مع الحواشی والمنہیات) ص ۱۶۹۸ ج ۲ (حاشیہ) طبع طہران ۱۳۷۸ھ ۱۹۶۷ء۔
۱۴- حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن، سیوطی، التقریب مع التدریب، طبع المدینۃ المنورۃ ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء۔
۱۵- ایضا، تدریب الراوی ص ۱۶۵-۱۶۶ ج ۱۔
۱۶- حافظ ابن حجر، عسقلانیؒ، متوفی ۸۵۲ھ، اجوبۃ الحافظ ابن حجر العسقلانی عن احادیث المصابیح (الکاشف عن حقائق السنن) ص ۱۶۹ ج ۱۲۔

☆☆☆☆☆☆